۱۲۷واں باب

دعوتِ توحید

سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ [۱۶۴ تا ۱۷۶]

۸۲ جنگ سے پہلے اصلاحِ عقیدہ

۸۳ لیڈروں سے محبت کرنا اور اُن کے پیچھے چلنا

۸۵ شیطان کا انسانوں کے خلاف سب سے بڑا حربہ

۸۶ توحید کے انکاری مویشیوں کی مانند ہیں

۸۷ بنیادی حرام اشیاء

۸۸ نزولی ترتیب پر قرآن فہمی کا عام تفاسیر سے جداگانہ انداز

۸۹ کتمانِ حق کے مجرم

۱۲۷واں باب

دعوتِ توحید

سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ ۱۶۴ تا ۱۷۶]

جنگ سے پہلے اصلاحِ عقیدہ

پچھلے دو ابواب میں تحویلِ قبلہ اور اُس کے نتیجے میں قریش و یہود کی سراسیمگی اور مسلمانوں کے خلاف منصوبوں کا ذکر اور پھر اِن منصوبوں اور سازشوں کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے اسلام کے دفاع، اُس کی توسیع اور توحید کے علم برداروں کے ہاتھوں منکرین پر اللہ کا عذاب، توڑنے کے لیے اُنھیں جنگ، فقر و فاقہ اور آزمایشوں میں پورا اُترنے کی تربیت والی آیات کا آپ نے مطالعہ کر لیا، اب اس سے قبل کے منکرین کے ساتھ قتال کے احکامات و آداب سکھائے جائیں ضروری ہے کہ وہ عقیدہ و فلسفہ ذہنوں میں راسخ ہو جس کے لیے یہ جنگ و قتال سکھایا جارہا ہے۔ اہلِ کتاب کی تاریخ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ذہن میں اگر توحید کا تصور بالکل صاف اور واضح نہ ہو تو یہ سارا قتال، فساد بن جاتا ہے اور فوجوں کے سالار ایک اللہ کی حکمرانی کے بجائے فسادی بن کر اپنی حکمرانی کا تخت بچھا دیتے ہیں اور اُن کے سایہ عاطفت میں صاحبان جبہ و دستار، احبار اور رہبان بن کر اپنی مسندوں سے دین فروشی شروع کر دیتے ہیں، اِن کی دکانوں سے اہلِ اقتدار بھی دین خریدتے ہیں اور اِن کی پیروی میں عوام بھیڑ بکریوں کی طرح اندھے اور بہرے بن کر اپنے اِن چرواہوں کی ہر صدا پر آمنا و صدقنا کہہ کر چلتے رہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اِن کعبے کے بتوں کے پجاریوں اور علمائے یہود کی اِن دکانوں کو برباد کر کے ایک اللہ کی کبریائی کو نافذ کرنے آئے تھے۔ آیئے قرآن مجید سے اس عقیدہ و فلسفہ کا سبق پڑھتے ہیں:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ وَ الۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا	بے شمار نشانیاں ہیں: آسمانوں اور زمین کے بنانے میں، رات اور دن کے آنے جانے میں۔۔۔۔۔۔ انسانوں کے لیے نفع کی چیزیں لیے سمندروں پر کشتیوں کے چلنے میں، اللہ کے آسمان سے پانی کو برسانے میں، پھر اِس پانی سے مردہ زمین کو حیاتِ نو بخشنے میں

وَ بَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾

پھر اِس سے زمین پر ہر قسم کی جان دار مخلوق کے پھیل جانے میں، ہواؤں کے چلنے میں، اور آسمان اور زمین کے درمیان مسخر اِن ہواؤں پر سوار بادلوں میں عقل والوں کے لیے! ○

بلاشبہ اللہ کے وجود پر دلیل تلاش کرنے اور یقین لانے کے لیے بے شمار نشانیاں ہیں۔

آسمانوں اور زمین کے بنانے میں،

رات اور دن کے مسلسل ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں،

انسانوں کے لیے نفع کی چیزیں لیے سمندروں کے سینے پر کشتیوں کے بہنے اور چلنے میں،

اللہ کے اپنی رحمت سے آسمان سے پانی کو برسانے میں،

اور پھر دیکھو!

اللہ اِس پانی سے مردہ زمین کو حیاتِ نو بخشنے میں..... پھر زمین پر ہر قسم کی جان دار مخلوق کے پھیل جانے میں،

نشانیاں ہی نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے

ہواؤں کے کبھی خراماں خراماں اور کبھی طوفان بن کر چلنے میں،

اور آسمان اور زمین کے درمیان معلق و مسخر اِن ہواؤں پر سوار بادلوں میں۔

لیڈروں سے محبت کرنا اور اُن کے پیچھے چلنا

رات اور دن کا آنا جانا، ہواؤں کا چلنا، سمندر کے سینے پر جہازوں کا رواں رہنا، بادلوں کا اُٹھنا اور جہاں ضرورت ہو وہاں برسنا، فصلوں کا اُگنا!! کائنات کی یہ ساری چیزیں کس ہم آہنگی سے انسانی زندگی کو ایک سازگار ماحول مہیا کرتی ہیں، تمام چیزوں کا ایک دوسرے کے لیے سازگار و مددگار رہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سب یقیناً ایک ہی ذہن کا اور بڑی ہی قدرت والے کا کارنامہ ہے جو خالق کل ہے اور کسی کا چھوٹا اور بیٹا نہیں، اُس کا کوئی ساجھی اور مدمقابل نہیں۔ لیکن یہ کیسی بدنصیبی ہے کہ انسانوں کو اُن کے لیڈروں نے اپنا ایسا گرویدہ اور غلام بنایا ہوا ہے کہ بجائے خالق و مالک کی بندگی کرنے کے لوگ اِن کے پیچھے چلتے ہیں، اِن کے ایسے عقیدت مند fan ہیں جیسے اللہ کے ہونے چاہیے تھے۔ یہ حال مکے کے لوگوں کا تھا کہ سردارانِ قریش کی بات کے آگے اللہ کی بات سننے کو تیار نہیں تھے یہی حال مدینے کے یہود کا ہے اور یہی حال مدینے کے منافقین کا جو عبداللہ بن ابی اور

ابو عامر کے دیوانے ہو رہے ہیں۔ کاش یہ تمام بھیڑوں کی مانند اپنے چرواہوں کے پیچھے چلنے والے قیامت کے روز اپنا انجام تصور میں لا سکتے۔ قرآن اِن لیڈروں کا جھنڈا اُٹھانے والوں اور اِن کے جلوسوں میں ان کی جے اور اِن کے زندہ باد کے نعرے لگانے والوں کا ایسا نقشا کھینچتا ہے کہ ماضی اور حال میں انسانوں کو بے وقوف بنانے کی ساری داستانیں اِس تصویر میں دیکھی جا سکتی ہیں، مگر صرف ماضی کی نہیں بلکہ اُس دن کی بھی منظر کشی ہے جب زمین آسمانوں کا مالک، ہواؤں کا چلانے والا اور بادلوں کو برسانے والا، رحم مادر میں انسانوں کی شکلیں بنانے والا اِن چرواہوں کو اور اِن کی بھیڑوں کو جمع کرے گا اور وہ اپنی ساری زندگی کی کوششوں کو بے کار پائیں گے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذۡ تَبَرَّاَ الَّذِیۡنَ اتُّبِعُوۡا مِنَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا وَ رَاَوُا الۡعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتۡ بِہِمُ الۡاَسۡبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا لَوۡ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنۡہُمۡ کَمَا تَبَرَّءُوۡا مِنَّا ؕ کَذٰلِکَ یُرِیۡہِمُ اللّٰہُ اَعۡمَالَہُمۡ حَسَرٰتٍ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ مَا ہُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع

٢٠٦

کچھ لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کو اللہ کا ہم سر ٹھہراتے ہیں اور اُن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ لیکن ایمان لانے والے تو اللہ کی محبت میں بڑے ہی شدید ہوتے۔ کاش، ظالموں کو جو کچھ عذاب دیکھ کر سمجھ میں آنے والا ہے وہ ابھی سمجھ آ جائے کہ ساری طاقت اللہ ہی کے پاس ہے اور یہ کہ اللہ بڑا ہی سخت عذاب دینے والا ہے ○ جب رشتے اور تعلقات ٹوٹ چکے ہوں گے اور وہ جن کی پیروی کی گئی تھی عذاب کو دیکھ لیں گے تو وہ اپنے متبعین (followers) پر تبرّا بھیجیں گے ○ متبعین کہیں گے کہ اے کاش دوبارہ جاتے تو جس طرح یہ ہم پر تبرّا بھیج رہے ہیں، ہم بھی اِن پر تبرّا بھیج کر دکھا دیتے۔ یوں اللہ ان کار گزاریوں کو حسرتوں کا ڈھیر بنا دے گا اور لوگ جہنم کی آگ سے ہر گز نہ نکل پائیں گے۔ ٢٠٦

وجودِ باری تعالیٰ پر اِن ساری نشانیوں کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی ذات اور صفات و حقوق اُلوہیت میں دوسروں کو اللہ کا شریک و ہمسر ٹھہراتے ہیں اور اُن سے ایسی محبت و عقیدت رکھتے ہیں جیسی محبت و عقیدت اللہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔

لیکن رسولؐ کی دعوت پر ایمان لانے والے تو اللہ کی محبت میں بڑے ہی شدید ہوتے ہیں۔ کاش، اِن مبتلائے شرک ظالموں کو جو کچھ عذاب دیکھ کر سمجھ میں آنے والا ہے وہ ابھی سمجھ آ جائے کہ ساری طاقت اور سارا اختیار اللہ ہی کے پاس ہے اور یہ کہ اللہ بڑا ہی سخت عذاب دینے والا ہے۔

اس وقت کو تو ذرا تصور میں لاؤ جب انسانوں کے دنیا میں قائم تمام رشتے اور تعلقات ٹوٹ چکے ہوں گے اور وہ لیڈرانِ 'گرامی' جن کی پیروی کی گئی تھی اللہ کے عذاب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو وہ لیڈران اپنے پیچھے چلنے والے متبعین (followers) پر تبرّا [لعنت اور اظہارِ بے زاری] بھیجیں گے۔ اپنے خود غرض لیڈروں کی یہ طوطا چشمی دیکھ کر متبعین کہیں گے کہ اے کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ لے جائے جاتے تو جس طرح آج یہ ہم پر تبرّا بھیج رہے ہیں، ہم بھی اِن پر تبرّا بھیج کر اِن کی اوقات انھیں دکھا دیتے۔ یوں اللہ ان لیڈروں اور اِن کے جھنڈے اُٹھانے والے عوام (followers) کی زندگیوں کی ساری دوڑ دھوپ اور کارگزاریوں کو حسرتوں کا ڈھیر بنا دے گا اور کوشش کے باوجود یہ لوگ جہنم کی آگ سے ہرگز نہ نکل پائیں گے۔

شیطان کا انسانوں کے خلاف سب سے بڑا حربہ یہ ہے کہ وہ اُنھیں جانوروں کی مانند شہوت کا بے قید بندہ بناتا ہے بے حیائی کی طرف راغب کرتا ہے اور نکاح کے ادارے اور خاندانی نظام کو برباد کرنے پر اُکساتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

اے انسانو سنو! زمین میں حلال کردہ جو پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں بخوشی کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے طریقوں کو نہ اختیار کرو، وہ تو تمھارا کھلا دشمن ہے، تمھیں بری اور بے حیائی کی باتوں کی ترغیب دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم اللہ کی جانب وہ باتیں منسوب کرو جن کے متعلق تم نہیں جانتے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں، چنانچہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکاماتِ وحی کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ چہ خوب، اگر ان کے باپ دادا نے ذرا بھی عقل کو نہ استعمال کیا ہو اور نہ ہدایت پائی ہو، تب بھی؟

اے انسانو سنو! زمین میں اللہ کی حلال کردہ جو پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں بخوشی کھاؤ اور تمھارے مذکورہ لیڈران جو درحقیقت شیطان کے چیلے ہیں، اُن کے بتائے ہوئے طریقوں کو نہ اختیار کرو، وہ تو تمھارا کھلا دشمن ہے ○ تمھیں بری اور بے حیائی کی باتوں کی ترغیب دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم اللہ کی جانب وہ باتیں منسوب کرو جن کے متعلق خود تم نہیں جانتے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں ○ چنانچہ جب ان شیطان کے چیلوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکاماتِ وحی کی پیروی کرو تو جاہل جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ چہ خوب، اگر ان کے باپ دادا نے ذرا بھی عقل کو نہ استعمال کیا ہو اور نہ کسی طور ہدایت پائی ہو، تب بھی؟

توحید کے انکاری مویشیوں کی مانند ہیں

انبیاء کی دعوتِ توحید کے مقابلے میں باپ دادا سے ملے مشرکانہ عقائد و رسومات اور بے حیائی و فحاشی کے کلچر پر اصرار کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھیڑ بکریوں کی مانند [کالانعام] سوچنے، غور کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ جس طرح جانوروں کو نہ عقلِ عام حاصل ہوتی ہے نہ ہی کوئی وجدان اُن کی رہ نمائی کرتا ہے۔

وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

انکار کرنے والوں کی مثال اُن جانوروں کے سننے کی مانند ہے جو چرواہے کی آواز سے شور و آہنگ سننے کے سوا کچھ حاصل نہیں کرتے۔ یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، اس لیے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ پس، اے ایمان والو جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرنے والے بنو اگر تم خاص اُسی کی عبادت کرنے کے دعوے دار ہو۔

اے نبی تمھاری دعوت کو سننے اور اُس پر غور کرنے کے لیے، دعوت کا انکار کرنے والوں کی مثال اُن جانوروں کے سننے کی مانند ہے جو چرواہے کی آواز سے شور و آہنگ سننے کے سوا کچھ حاصل نہیں کرتے۔ تمھارے پیغام کو سننے کے لیے یہ منکرین بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، اس لیے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی ○ پس، اے ایمان والو شیطان کے چیلوں کی ایجاد کردہ رسومات و بدعات کے چکر میں نہ آؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں بلا کسی تردد [شک و شبہ] کے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرنے والے بنو اگر تم خاص اُسی کی عبادت کرنے کے دعوے دار ہو ○

بنیادی حرام اشیاء

قرآن بنیادی طور پر صرف چار چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے مکی زندگی کے آخری دور میں یعنی ۱۳ویں برس سب سے پہلے اِن چار اشیا کا تذکرہ سُوْرَۃُ النَّحْل کی آیہ ۱۱۵ میں ہوا

۱. اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ سُوْرَۃُ النَّحْل [۱۶:۱۱۵]

ترجمہ: اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے وہ ہے مُردار اور خُون اور سُوَر کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ البتہ بھُوک سے مجبور ہو کر اگر کوئی اِن چیزوں کو کھالے، بغیر اس کے کہ وہ قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی کا خواہش مند ہو، یا حدِّ ضرورت سے تجاوز کا مرتکب ہو، تو یقیناً اللہ معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

مکی زندگی کے اُسی دور میں چند ماہ کے وقفے سے یہی بات سورۃ الانعام کی آیہ ۱۴۵ میں بہت زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں بیان کی گئی۔

۲. قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ سورۃ الانعام [۶:۱۴۵]

ترجمہ: اے محمدؐ ! ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو، اِلّایہ کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا سُور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے، یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں ﴿کوئی چیز ان میں سے کھالے﴾ بغیر اس کے کہ وہ نافرمانی کا ارادہ رکھتا ہو اور بغیر اس کے کہ وہ حدِ ضرورت سے تجاوز کرے، تو یقیناً تمہارا رب درگذر سے کام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اب مدینے میں جب اسلامی ریاست اپنی ایک شکل اختیار کررہی ہے یہی بات تیسری مرتبہ سورہ بقرہ میں، جس کا ہم مطالعہ کررہے ہیں، بیان کی جارہی ہے۔ اہلِ ایمان کو اس تواتر سے اس بات کی یاددہانی بڑی اہمیت رکھتی ہے اور خاص طور پر اِن احکامات کے نازل ہونے کے اوقات یہ طے کرتے ہیں کہ اِن حرمتوں کا لحاظ اور نفاذ ایک ایسے اسلامی معاشرے ہی میں ممکن ہے جہاں معاشرے کے تمام شعبوں میں دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہو۔ اگر

غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا پہلی تین چیزیں: مردار، خون اور سور کا گوشت اپنی طبعی کراہیت کی بنیاد پر اور اُن مضر اثرات کی بنا پر جن کو خالق کائنات زیادہ جانتا ہے ہمارے لیے حرام کیا ہے، لیکن چوتھی چیز، جو عام حالات میں کھائی جانے والی کسی بھی پاک، حلال وطیب چیز کو حرام کر دیتی ہے وہ نظری اعتبار سے ہے اور عقیدے، تصوّرات اور ایمان کی بلا آمیز پاکیزگی کو برقرار رکھنے کے لیے ہے۔ مفسرین اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ اِن چاروں چیزوں میں حرمت اور کراہیت بتدریج بڑھتی ہے، خون، مردار سے زیادہ؛ سور، خون اور مردار دونوں سے زیادہ اور غیر اللہ کی نذر نیاز مردار، خون اور سور کے گوشت یعنی تینوں سے زیادہ کراہیت اور حرمت والی ہے اور اس کا استعمال اِن تینوں کے استعمال سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ یعنی غیر اللہ کے نام کا شربت ہو یا غیر اللہ کے نام کی نیاز کی مٹھائی اور حلوہ ہو، وہ اللہ کے نزدیک انتہائی حرام اور گناہ ہے۔

یہ بات ایک دردمند دل محسوس کر سکتا ہے کہ آج مسلمان معاشروں میں عوام الناس مردار، خون اور سور کا گوشت استعمال نہیں کرتے لیکن غیر اللہ کے نام کی چیزیں مختلف ناموں سے کسی بڑے پیر کے نام پر، کسی گزرے ہوئے ولی کے نام پر، قبروں اور مزاروں پر اور مختلف تہواروں میں سبیلوں پر اور مزاروں پر کھلائی جاتی ہیں۔ کھلانے والے بھی اور کھانے والے بھی اسے ثواب اور تبرک سمجھتے ہیں! یہ قرآن کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

جب کسی چیز کو خرچ کرتے ہوئے کسی اور کی خوشی یا تکریم کا خیال ہو اور یوں مقصود ہو کہ جس کو خوش کیا جارہا ہے، اُس کی رضامندی اور خوشی، اللہ کی رضامندی اور خوشی کا باعث ہو گی، وہ بگڑی بنوادے گا، مرادیں پوری کروادے گا یا گناہ بخشوادے گا تو یہ چیز غیر اللہ کی نذر اور نیاز کہلائے گی اور اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں شامل ہو گی۔

آنے والے دنوں میں یہی بات سورۃ المائدہ کی ۳۵ویں آیت میں سامنے آئے گی۔ اِس کتاب میں ہم چوں کہ گزرتے وقت کے ساتھ واقعات اور اجزائے قرآنی کو لے کر چل رہے ہیں اس لیے اُس کو ابھی زیرِ بحث نہیں لاتے۔ سورۃ المائدہ پر اِن شاء اللہ اُس کی شانِ نزول کے ساتھ اُس کے زمانہ نزول کے موقع پر گفتگو رہے گی، وہیں یہ موضوع بھی زیرِ گفتگو آسکے گا کہ اِن چار چیزوں کے علاوہ اور کیا چیزیں کھانا ممنوع ہیں اور کیوں۔

نزولی ترتیب پر قرآن فہمی کا عام تفاسیر سے جداگانہ انداز

زمانی ترتیب پر سیرتِ طیبہ کے ساتھ قرآن فہمی کا ایک نکتہ یہاں قابلِ غور ہے۔ مصحف کی ترتیب میں یہ حکم یا قانون یا ہدایت سب سے پہلے دوسری سورہ سُوْرَةُ الْبَقَرَة میں آیا پھر پانچویں سورہ سُوْرَةُ الْمَآئِدَة میں آیا اِس کے بعد چھٹی سورہ سُوْرَةُ الْاَنْعَام میں زیرِ بحث آیا اور سب سے آخر میں سولھویں سورہ سُوْرَةُ النَّحْل

میں مذکور ہے۔ لیکن خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اجمعین کے علم میں یہ ہدایت سب سے پہلے سُوْرَۃُ النَّحْل کے ذریعے آئی، جو مصحف میں یہ حکم بیان کرنے والی چار میں سب سے آخری ہے، مگر نزولی ترتیب میں سب سے پہلی!

نزولی ترتیب کے مطابق سُوْرَۃُ النَّحْل پر گفتگو کرتے ہوئے ہم یہ نہیں کہہ سکے تھے کہ یہ حکم اِن اِن سورتوں میں گزر چکا ہے کیوں کہ وہ سورتیں تو سورہ نحل کے بہت بعد نازل ہونی ہیں یا کہیے کہ زیرِ بحث آنی ہیں۔ تفہیم القرآن میں سورہ نحل کا اس آیہ پر حاشیہ ۱۱۵ ملاحظہ فرمائیے...... "یہ حکم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۷۳، سورۂ مائدہ آیت نمبر ۳ اور سورۂ انعام آیت نمبر ۱۱۹ میں بھی گزر چکا ہے۔"...... ہم اب اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہیں۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۷۳﴾	تم پر صرف مردار، خون، سُور کا گوشت اور وہ چیز حرام کی ہے جو اللہ کے سِوا کسی اور کے لیے نامزد (نذر) کی گئی ہو مگر جو شخص بحالتِ مجبوری بغیر قانون شکنی کے ارادے اور بغیرِ حدِ ضرورت سے بڑھنے کے کچھ کھالے تو اس پر کچھ گناہ نہیں، یقیناً اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

کھانے کے معاملے میں اللہ نے تو تم پر صرف مردار، خون، سُور کا گوشت اور وہ کوئی بھی چیز حرام کی ہے جو اللہ کے سِوا کسی اور کی رضا اور خوشنودی کے لیے نامزد (نذر) کی گئی ہو مگر جو شخص بحالتِ مجبوری بغیر قانون شکنی کے ارادے اور بغیر حدِ ضرورت سے بڑھنے کے، ان میں سے کچھ کھالے تو اس پر کچھ گناہ نہیں، یقیناً اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے ○

کتمانِ حق کے مجرم

حرمت کی ان اشیاء کے تذکرے کے بعد اگلی آیہ مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے جو لوگ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ، حقیر چیز کے لیے، یعنی کسی بھی فایدے کی توقع پر یا کسی بھی نقصان کے خوف سے قرآن میں بیان کردہ حق بات کو چھپائیں اور اس طرح کچھ پیسے یا عزت کمالیں اور سرکار و دربار میں اور عوام کالانعام میں مقبولیت مقام حاصل کرلیں، ووٹ بنک یا بنک بیلنس بنالیں تو انھوں نے اپنے پیٹوں میں آگ بھرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ یہ کام یہود کے علماء کرتے چلے آئے تھے، افسوس آج مسلمان علماء کا ایک بڑا طبقہ دین فروشی اور کتمانِ حق کا مجرم بن

چکا ہے، یہ لوگ نہ توحید بیان کرتے ہیں اور نہ ہی اقامت دین اور غلبہ دین کے لیے جدوجہد کو دین بتاتے ہیں،
یوں کتمانِ حق کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ
الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ
اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ
لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا
يُزَكِّيْهِمْ ۚۖ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا
الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ
فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ
بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ
الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۭ
بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ۲۱۶ ۲۱۶

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اُن امور و احکام کو چھپائیں جن کو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے اور دنیا کے حقیر فائدوں پر اللہ کی باتوں کو بھینٹ چڑھا دیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔اِن سے تو اللہ روزِ قیامت کلام تک نہ کرے گا نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے ○ اِن لوگوں نے گمراہی کو ہدایت پر اور عذاب کو مغفرت پر ترجیح دی۔ کیسی احمقانہ جرأت ہے آتشِ جہنم کے لیے! ○ اس درجہ ضلالت پر اللہ کی کتاب میں اختلافات کرنے کی وجہ سے پہنچے اور پھر حق سے بہت دور نکل گئے جب کہ اللہ نے اپنی کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے ○

حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس اللہ کی کتاب کا علم ہو اور وہ اُن امور و احکام کو عوام، حکومت یا ایجنسیوں کے خوف سے یا اپنے مفادات کی خاطر چھپائیں جن کو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے اور دنیا کے حقیر فائدوں پر اللہ کی باتوں کو بھینٹ چڑھا دیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔ ایسے ناب کار اہلِ علم افراد سے تو اللہ روزِ قیامت کلام تک نہ کرے گا، نہ انھیں اُن کی خطاؤں پر معافی کے ذریعے پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے ○ اِن لوگوں نے گمراہی کو ہدایت پر اور عذاب کو مغفرت پر ترجیح دی۔ کیسی احمقانہ جرأت ہے آتشِ جہنم کے لیے! ○ اہلِ علم اس درجہ ضلالت و گمراہی پر اپنی انا اور مفادات کی خاطر اللہ کی کتاب میں ضدم ضدّا سے اختلافات کرنے کی وجہ سے پہنچے اور پھر حق سے بہت دور نکل گئے جب کہ اللہ نے اپنی کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے۔ ○۲۱۶

☆☆☆☆☆